معتبر روایات کی روشنی میں

شہادتِ حضرت حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

شہادتِ حسینؓ تاریخ اسلام کا وہ حصّہ ہے جس سے ہمارے جذبات کا گہرا تعلق ہے۔ یہ کوئی معمولی مقتل یا شہادت کا قصّہ نہیں تھا بلکہ اللہ کے نبی ﷺ کے نواسہ کا قتل تھا۔ ظاہر سی بات ہے بحیثیت مسلمان ہم اس شہادت کو اپنے لیے ایک مثال سمجھتے ہیں اسی سبب اس کو یاد بھی کرتے ہیں۔ چونکہ اس شہادت کے متعلق بہت افراط و تفریط اور مبالغہ پایا جاتا ہے، اس لیے ہم نے روایاتِ معتبر میں موجود اس واقعہ کو بیان کرنے کا قصد کیا ہے۔

یزید بن معاویہ سن ۶۰ ھ میں امیر منتخب ہوا تھا۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے "ساٹھویں سال" کے متعلق فرمایا ہے:

وَيْلٌ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ عَلَى رَأْسِ السِّتِّينَ تَصِيرُ الْأَمَانَةُ غَنِيمَةً، وَالصَّدَقَةُ غَرَامَةً، وَالشَّهَادَةُ بِالْمَعْرِفَةِ وَالْحُكْمُ بِالْهَوَى

ترجمہ: اہل عرب کے لیے اس شر کے سبب ہلاکت ہو گی جو ساٹھویں سال سے شروع ہو گا۔ اس وقت امانت کو مالِ غنیمت اور صدقہ وزکوٰۃ کو تاوان سمجھا جائے گا۔ اور خواہشاتِ نفسانی کا حکم مانا جائے گا۔

[المستدرک علی الصحیحین ط العلمیہ، جلد ۴، صفحہ نمبر ۵۳۰، رقم: ۸۴۸۹]

روایت کی سند: اس روایت کو امام ذہبی اور امام حاکم دونوں نے صحیح قرار دیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ نے ہی دعا فرمائی:

اللَّهُمَّ لا تُدْرِكْنِي سَنَةُ السِّتِّينَ

ترجمہ: اے اللہ! مجھے ساٹھویں سال تک باقی نہ رکھنا!

[دلائل النبوۃ، جلد ۶، صفحہ نمبر ۳۶۶، رقم: ۲۸۰۳]

پیارے آقا ﷺ نے آیت تلاوت فرمائی:

فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا

ترجمہ: پھر ان کے بعد وہ ناخلف جانشین ہوئے جنہوں نے نمازیں ضائع کر دیں اور خواہشاتِ (نفسانی) کے پیرو ہو گئے تو عنقریب وہ آخرت کے عذاب (دوزخ کی وادیٔ غی) سے دوچار ہوں گے۔

[سورۃ المریم، آیت نمبر ۵۹]

اور پھر آپ نے فرمایا:

يَكُونُ خَلْفٌ مِنْ بَعْدِ سِتِّينَ سَنَةً أَضَاعُوا الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا

ترجمہ: وہ ناخلف ساٹھ سال گذر جانے کے بعد (بھی) ہونگے جو نمازیں ضائع کرینگے اور شہوات کی پیروی کرینگے اور وہ عنقریب "غیّ" (جہنم کی ایک وادی) میں ڈالے جائیں گے۔

[المستدرک علی الصحیحین ط العلمیہ، جلد ۲، صفحہ نمبر ۴۰۶، رقم: ۳۴۱۶]

روایت کی سند: اسے امام حاکم اور امام ذہبی دونوں نے صحیح کہا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اسْتَأْذَنَ مَلَكُ الْقَطْرِ أَنْ يَأْتِيَ النَّبِيَّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فَأُذِنَ لَهُ فَقَالَ لِأُمِّ سَلَمَةَ - رَضِيَ اللَّهُ عَنها - احْفَظِي عَلَيْنَا الْبَابَ، لَا يَدْخُلَنَّ أَحَدٌ " قَالَ: فَجَاءَ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ، فَوَثَبَ حَتَّى دَخَلَ، فَجَعَلَ يَقْعُدُ عَلَى مَنْكِبِي النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ الْمَلَكُ: أَتُحِبُّهُ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «نَعَمْ» قَالَ: فَإِنَّ فِي أُمَّتِكَ مَنْ يَقْتُلُهُ، وَإِنْ شِئْتَ أَرَيْتُكَ الْمَكَانَ الَّذِي يُقْتَلُ فِيهِ، قَالَ: فَضَرَبَ بِيَدِهِ، فَأَرَاهُ تُرَابًا أَحْمَرَ، فَأَخَذَتْهُ أُمُّ سَلَمَةَ، " فَصَرَّتْهُ فِي طَرَفِ ثَوْبِهَا، قَالَ: كُنَّا نَسْمَعُ أَنَّهُ يُقْتَلُ بِكَرْبَلَاءَ

ترجمہ: بارش برسانے والے فرشتے نے اجازت طلب کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے کی، اس کو اجازت دے دی گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام سلمہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ دروازے کی حفاظت و نگرانی کرنا، کوئی اندر داخل نہ ہو۔ لہذا حسین

بن علی آئے۔ وہ کود کر اندر داخل ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے پر بیٹھ گئے۔ فرشتوں نے پوچھا کہ کیا آپ اس (سیدنا حسین علیہ السلام) سے محبت کرتے ہیں؟ آپ نے جواب دیا کہ ہاں، (میں کرتا ہوں)۔ اس فرشتے نے کہا کہ بیشک تیری امّت اس کو قتل کر دے گی اگر آپ چاہیں تو میں آپ وک وہ جگہ دکھادوں جہاں یہ قتل کیا جائے گا۔ اس نے اپنا ہاتھ مارا اور سرخ مٹی دکھائی، ام سلمہ رضی اللہ عنہ نے اسے لے لیا اور کپڑے میں باندھ کر رکھ دیا۔ ہم سنتے ہیں کہ وہ کربلا میں قتل کر دیئے جائیں گے۔

[معرفۃ الصحابہ لابی نعیم، جلد ۲، صفحہ نمبر ۶۶۶، رقم: ۱۷۸۲، دلائل النبوۃ، جلد ۶، صفحہ نمبر ۳۶۹، رقم: ۲۸۰۸، دلائل النبوۃ الاصفہانی، صفحہ نمبر ۵۵۳، رقم: ۴۹۲، اخبار من قتل الحسینؓ، المسند لابی یعلیٰ، جلد ۶، صفحہ نمبر ۱۲۹، رقم: ۳۴۰۲، مسند احمد ط الرسالہ، جلد ۲۱، صفحہ نمبر ۱۷۲، رقم: ۱۳۵۳۹، مسند الامام احمد عن علیؓ، جلد ۲، صفحہ نمبر ۷۷-۷۸، رقم: ۶۴۸]

روایت کی سند: اس روایت کی سند حسن ہے۔ علامہ ابو الحسن نور الدین الہیثمی (المتوفیٰ: ۸۰۷ھ) نے کہا:

رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَأَبُو يَعْلَى، وَالْبَزَّارُ، وَالطَّبَرَانِيُّ بِأَسَانِيدَ، وَفِيهَا عِمَارَةُ بْنُ زَاذَانَ وَثَّقَهُ جَمَاعَةٌ، وَفِيهِ ضَعْفٌ، وَبَقِيَّةُ رِجَالِ أَبِي يَعْلَى رِجَالُ الصَّحِيحِ.

ترجمہ: اسے احمد، اور ابو یعلیٰ، اور بزار، اور طبرانی نے اپنی اسانید سے روایت کیا ہے، اور ان میں عمارۃ بن ذادان ہے، اس کی ایک جماعت نے توثیق کی ہے اور ان میں (تھوڑا بہت) ضعف ہے، اور باقی راوی ابو یعلیٰ کی روایت میں صحیح (بخاری و مسلم) کے راوی ہیں۔

[مجمع الزوائد و منبع الفوائد، جلد ۹، صفحہ نمبر ۱۹۷، رقم: ۱۵۱۱۱]

گویا اس روایت کے تمام رواۃ ثقہ ہیں۔ سارا مسئلہ صرف اس کے راوی "عمارۃ بن زادان" کا ہے۔ چنانچہ ہم اس کی توثیق پیش کر دیتے ہیں:

۱۔ عمارۃ بن زادان سے امام ابو نعیم الاصفہانی نے المسند المستخرج علی صحیح مسلم میں روایات بیان کیں۔ (المسند المستخرج علی صحیح مسلم لأبي نعيم الأصفهاني، جلد ۱، صفحہ نمبر ۴۲)

۲۔ عمارۃ بن زادان سے امام ابن خذیمہ نے صحیح ابن خذیمہ میں روایات لیں۔ (صحیح ابن خذیمہ، جلد ۲، صفحہ نمبر ۱۴۳، رقم: ۱۰۷۹)

۳۔ علامہ ابو الحسن نور الدین الھیثمی فرماتے ہیں:

عُمَارَةِ بْنِ زَاذَانَ، وَهُوَ ثِقَةٌ

ترجمہ: عمارۃ بن ذادان، اور وہ ثقہ تھے۔

[مجمع الزوائد و منبع الفوائد، جلد۹، صفحہ نمبر ۳۰۵]

۴۔ امام حاکمؒ نے مستدرک میں عمارۃ بن زادان سے روایات لیں۔

۵۔ امام ابو احمد ابن عدی الجرجانی فرماتے ہیں:

هو عِنْدِي لا بَأْسَ بِهِ

[الکامل في ضعفاء الرجال، جلد۶، صفحہ نمبر ۱۵۲، رقم:۱۲۵۷]

یہ حضرت سیدنا امیر معاویہؓ کی حکومت کے زمانہ کی بات ہے کہ یزید بن معاویہ کی بیعت کا سلسلہ شروع ہوا۔ اسی وقت سے صحابہ کرام کی ایک عظیم جماعت کو اس استخلاف سے اختلاف تھا۔ جب مروان بن الحکم نے یزید کی بیعت لینا شروع کی تو حضرت سیدنا عبد الرحمٰن بن ابو بکرؓ نے بنو امیہؓ سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا:

يا مَعشَر بَنِي أمَيّة اَختَاروا مِنا ثلاث سنَن : سنَة رَسولَ الله - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - ، **أو سنَّة أَبو بَكر** - رَضِيَ اللَّهُ عَنه - **أَو سنَة عمَر** - رَضِيَ اللَّهُ عَنه - **إن هَذا الاَمرَ قَد كَان وفِي أَهلِ بَيتِه رسول الله** - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - **مَن لَو وِلاه لَكَان لِذَالِك أَهلَا، ثمَّ كَانَ أَبو بَكر** - رَضِيَ اللَّهُ عَنه - **بَعدَه فَكَانَ فِي أَهلِ بَيتِه مَن لَو وِلاه لَكَان لِذَالِك أَهلَا ، فَوَلِي عمَر** - رَضِيَ اللَّهُ عَنه - **كَانَ فِي أَهلِ بَيتِه لَو وِلاه لَكَان لِذَالِك أَهلَا، فَجَعَلهَا فِي نَفرٍ مِنَ المسلِمِينَ وَلَكِن اَردَتم أَن تَجعَولهَا قَيصَرِيَة كلمَا هَلَك قَيصَر كَانَ قَيصَر**

ترجمہ: اے بنو امیہ! تم ہماری طرف سے پیش کردہ تین طریقوں میں سے کوئی ایک منتخب کر لو۔ اللہ کے نبی ﷺ کی طریقہ کو اپناؤ، ابو بکرؓ کے طریقہ کو اپناؤ یا عمرؓ کے طریقہ کو اپناؤ۔ یہ معاملہ اللہ کے نبی ﷺ کے سامنے بھی تھا اور آپ کے خاندان میں ایسے لوگ بھی تھے، جن کو اگر اللہ کے رسول ﷺ ولی عہد بنا دیتے تو وہ اس کے اہل تھے۔ اس کے بعد ابو بکرؓ کا دور آیا اور ان کے خاندان میں بھی ایسے افراد تھے جن کو اگر وہ ولی عہد بنا دیتے تو وہ اس کے اہل تھے۔ اس کے بعد عمرؓ کا دور آیا اور ان کے خاندان میں بھی ایسے

لوگ تھے جنہیں اگر وہ ولی عہد بنا دیتے تو وہ اس کے اہل تھے۔ انہوں نے یہ معاملہ مسلمانوں کی جماعت پر چھوڑ دیا اور تم لوگ چاہتے ہو تم لوگ چاہتے ہو کہ اس امر کو قیصریت میں تبدیل کر دو کہ ایک قیصر مر جائے تو دوسرا قیصر (اس کا بیٹا یا ولی عہد) اس کی جگہ لے۔

[تاریخ ابن خثیمہ، السفر الثالث، جلد ۲، صفحہ نمبر ۷۱، رقم: ۱۷۸۷، البدایہ والنہایہ، جلد ۸، صفحہ نمبر ۶۹]

روایت کی سند: یہ روایت صحیح ہے حتیٰ کہ یزیدی کفایت اللہ سنابلی صاحب نے بھی اسے صحیح کہا ہے۔ (یزید بن معاویہ پر اعتراضات کا تحقیقی جائزہ، صفحہ نمبر ۳۰۵، حاشیہ نمبر ۱)

خیر، یہ تو اس زمانہ کی بات ہے جب یزید بن معاویہ حکمران بھی نہیں بنا تھا۔ جب سیدنا معاویہؓ کی وفات ہو گئی تو یزید بن معاویہ کی بیعت کا سلسلہ شروع ہوا۔ یہ کام اس نے جلد بازی میں کیا اور امّت کو مشاورت کا موقع نہیں دیا گیا۔ اس کا یہی اقدام امّت کو اس سے بد ظن کرنے کے لیے کافی تھا۔ اس موقع پر بعض حضرات نے فتنہ و فساد کے خوف سے بیعت کر لی۔ چنانچہ، امام ابو بکر بن ابی شیبہ رحمہ اللہ (المتوفیٰ: ۲۳۵ھ) روایت کرتے ہیں:

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ: بَلَغَ ابْنَ عُمَرَ أَنَّ يَزِيدَ بْنَ مُعَاوِيَةَ بُويِعَ لَهُ فَقَالَ إِنْ كَانَ خَيْرًا رَضِينَا , وَإِنْ كَانَ شَرًّا صَبَرْنَا

ترجمہ: محمد بن منکدرؒ کہتے ہیں کہ جب ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معلوم ہوا یزید بن معاویہ کی بیعت کر لی گئی ہے تو انہوں نے کہا: اگر یہ "بھلا" ہوا تو ہم اس سے راضی ہو جائیں گے اور اگر یہ "بلا" ہوا تو ہم صبر کریں گے۔

[المصنف لابن ابی شیبہ، جلد ۶، صفحہ نمبر ۱۹۰، رقم: ۳۰۵۷۵، السنن الواردۃ فی الفتن، باب النہی عن الخروج، رقم الحدیث: ۱۴۸، الصبر والثواب علیہ لابن ابی الدنیا، صفحہ نمبر ۱۱۴]

روایت کی سند: اس روایت کو بھی شیخ کفایت اللہ سنابلی صحیح مانتے ہیں۔ (یزید بن معاویہ پر اعتراضات کا تحقیقی جائزہ، صفحہ نمبر ۲۹۰، حاشیہ نمبر ۱)

شہر بن حوشب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَمَّا جَاءَتْنَا بَيْعَةُ يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ، قَالَ: قُلْتُ لَوْ خَرَجْتُ إِلَى الشَّامِ فَتَنَحَّيْتُ مِنْ شَرِّ هَذِهِ الْبَيْعَةِ

ترجمہ: جب ہمیں یزید بن معاویہ کی بیعت کے متعلق خبر ہوئی، تو ہم نے قصد کیا کہ ہم شام کی طرف روانہ ہو جائیں تا کہ ہم اس (شخص) کی بیعت کے شر سے بچ جائیں گے۔

[شرح السنۃ للبغوي، جلد ۱۴، صفحہ نمبر ۲۰۸-۲۰۹، المصنف لعبد الرزاق، جلد ۱۱، صفحہ نمبر ۳۷۶، رقم: ۲۰۷۹۰]

روایت کی سند: یہ روایت بھی صحیح ہے۔ اس روایت کو امام عبد الرزاق سے روایت کیا جو صحیحین کے مشہور ثقہ ثبت امام ہیں۔ انہوں نے امام معمر بن راشد سے روایت کیا جو ان کے مشہور استاد اور ثقہ ثبت امام ہیں۔ انہوں نے قتادہؒ سے روایت کیا ہے جو ثقہ تابعی ہیں اور شہر بن حوشب سے انہوں نے متعدد روایات لیں ہیں۔ انہوں نے شہر بن حوشب سے روایت کیا اور یہ بھی ثقہ ہیں۔ قتادہ مدلس ہیں مگر حافظ ابن عبد البرؒ فرماتے ہیں کہ جب تک قتادہ کی روایات ثقات کے خلاف نہیں ہوں گی ان کا عنعنہ مقبول ہو گا۔

[سیر اعلام النبلاء، جلد ۹، صفحہ نمبر ۵۶۵، سیر اعلام النبلاء، جلد ۷، صفحہ نمبر ۸، سیر اعلام النبلاء، جلد ۵، صفحہ نمبر ۲۷۱، سیر اعلام النبلاء، جلد ۴، صفحہ نمبر ۳۶۸، التمہید لابن عبد البر، جلد ۳، صفحہ نمبر ۳۰۷]

یہ وہ موقع تھا جب صحابہ کرام اور تابعین کی ایک تعداد یزید کے خلاف ہو گئی تھی۔ ایسے موقع پر اہل کوفہ نے امام حسینؓ کو خط لکھے اور اپنی جانب کوفہ کی طرف بلایا۔ چنانچہ، آپ نے کوفہ کا ارادہ کر لیا۔ حضرت ابن عمرؓ نے آپ کو روکا تو آپ نے فرمایا:

هَذِهِ كُتُبُهُمْ وَبَيْعَتُهُمْ

ترجمہ: میرے پاس یہ ان کے خطوط اور بیعت نامہ موجود ہیں۔

[الصبر والثواب علیہ لابن ابی الدنیا، صفحہ نمبر ۱۱۴]

اس پر ابن عمرؓ نے انہیں گلے سے لگا لیا اور کہا:

أَسْتَوْدِعُكَ اللَّهَ مِنْ قَتِيلٍ

ترجمہ: میں آپ کو مقتول ہونے سے اللہ کی امان دیتا ہوں۔

[دلائل النبوۃ، رقم: ۲۰۱۰، الشریعہ للآجری، جلد ۳، صفحہ نمبر ۱۳۲۱، رقم: ۱۷۲۶، الاحسان لابن حبّان، رقم: ۶۹۶۸، مجمع الزوائد، جلد ۹، صفحہ نمبر ۱۹۲، تاریخ لابن عساکر، جلد ۱۴، صفحہ نمبر ۲۰۱-۲۰۲، المعجم الاوسط، رقم: ۵۹۷، السنن الکبریٰ، رقم: ۱۳۰۹۸]

معتبر روایات کی روشنی میں

شہادتِ حضرت حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

شہادتِ حسینؓ تاریخ اسلام کا وہ حصّہ ہے جس سے ہمارے جذبات کا گہرا تعلق ہے۔ یہ کوئی معمولی مقتل یا شہادت کا قصّہ نہیں تھا بلکہ اللہ کے نبی ﷺ کے نواسہ کا قتل تھا۔ ظاہر سی بات ہے بحیثیت مسلمان ہم اس شہادت کو اپنے لیے ایک مثال سمجھتے ہیں اسی سبب اس کو یاد بھی کرتے ہیں۔ چونکہ اس شہادت کے متعلق بہت افراط و تفریط اور مبالغہ پایا جاتا ہے، اس لیے ہم نے روایاتِ معتبر میں موجود اس واقعہ کو بیان کرنے کا قصد کیا ہے۔

یزید بن معاویہ سن ۶۰ ھ میں امیر منتخب ہوا تھا۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے "ساٹھویں سال" کے متعلق فرمایا ہے:

وَيْلٌ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ عَلَى رَأْسِ السِّتِّينَ تَصِيرُ الْأَمَانَةُ غَنِيمَةً، وَالصَّدَقَةُ غَرَامَةً، وَالشَّهَادَةُ بِالْمَعْرِفَةِ وَالْحُكْمُ بِالْهَوَى

ترجمہ: اہل عرب کے لیے اس شر کے سبب ہلاکت ہو گی جو ساٹھویں سال سے شروع ہو گا۔ اس وقت امانت کو مالِ غنیمت اور صدقہ وزکوٰۃ کو تاوان سمجھا جائے گا۔ اور خواہشاتِ نفسانی کا حکم مانا جائے گا۔

[المستدرک علی الصحیحین ط العلمیہ، جلد ۴، صفحہ نمبر ۵۳۰، رقم: ۸۴۸۹]

روایت کی سند: اس روایت کو امام ذہبی اور امام حاکم دونوں نے صحیح قرار دیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ نے ہی دعا فرمائی:

اللَّهُمَّ لا تُدْرِكْنِي سَنَةُ السِّتِّينَ

ترجمہ: اے اللہ! مجھے ساٹھویں سال تک باقی نہ رکھنا!

[دلائل النبوۃ، جلد ۶، صفحہ نمبر ۳۶۶، رقم: ۲۸۰۳]

پیارے آقا ﷺ نے آیت تلاوت فرمائی:

فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا

ترجمہ: پھر ان کے بعد وہ ناخلف جانشین ہوئے جنہوں نے نمازیں ضائع کر دیں اور خواہشاتِ (نفسانی) کے پیرو ہو گئے تو عنقریب وہ آخرت کے عذاب (دوزخ کی وادیٔ غی) سے دوچار ہوں گے۔

[سورۃ المریم، آیت نمبر ۵۹]

اور پھر آپ نے فرمایا:

يَكُونُ خَلْفٌ مِنْ بَعْدِ سِتِّينَ سَنَةً أَضَاعُوا الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا

ترجمہ: وہ ناخلف ساٹھ سال گذر جانے کے بعد (بھی) ہونگے جو نمازیں ضائع کرینگے اور شہوات کی پیروی کرینگے اور وہ عنقریب "غیّ" (جہنم کی ایک وادی) میں ڈالے جائیں گے۔

[المستدرک علی الصحیحین ط العلمیہ، جلد ۲، صفحہ نمبر ۴۰۶، رقم: ۳۴۱۶]

روایت کی سند: اسے امام حاکم اور امام ذہبی دونوں نے صحیح کہا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اسْتَأْذَنَ مَلَكُ الْقَطْرِ أَنْ يَأْتِيَ النَّبِيَّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فَأُذِنَ لَهُ فَقَالَ لِأُمِّ سَلَمَةَ - رَضِيَ اللَّهُ عَنها - احْفَظِي عَلَيْنَا الْبَابَ، لَا يَدْخُلَنَّ أَحَدٌ " قَالَ: فَجَاءَ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ، فَوَثَبَ حَتَّى دَخَلَ، فَجَعَلَ يَقْعُدُ عَلَى مَنْكِبِي النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ الْمَلَكُ: أَتُحِبُّهُ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «نَعَمْ» قَالَ: فَإِنَّ فِي أُمَّتِكَ مَنْ يَقْتُلُهُ، وَإِنْ شِئْتَ أَرَيْتُكَ الْمَكَانَ الَّذِي يُقْتَلُ فِيهِ، قَالَ: فَضَرَبَ بِيَدِهِ، فَأَرَاهُ تُرَابًا أَحْمَرَ، فَأَخَذَتْهُ أُمُّ سَلَمَةَ، " فَصَرَّتْهُ فِي طَرَفِ ثَوْبِهَا، قَالَ: كُنَّا نَسْمَعُ أَنَّهُ يُقْتَلُ بِكَرْبَلَاءَ

ترجمہ: بارش برسانے والے فرشتے نے اجازت طلب کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے کی، اس کو اجازت دے دی گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام سلمہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ دروازے کی حفاظت و نگرانی کرنا، کوئی اندر داخل نہ ہو۔ لہذا حسین

بن علی آئے۔ وہ کود کر اندر داخل ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے پر بیٹھ گئے۔ فرشتوں نے پوچھا کہ کیا آپ اس (سیدنا حسین علیہ السلام) سے محبت کرتے ہیں؟ آپ نے جواب دیا کہ ہاں، (میں کرتا ہوں)۔ اس فرشتے نے کہا کہ بیشک تیری امّت اس کو قتل کر دے گی اگر آپ چاہیں تو میں آپ وک وہ جگہ دکھادوں جہاں یہ قتل کیا جائے گا۔ اس نے اپنا ہاتھ مارا اور سرخ مٹی دکھائی، ام سلمہ رضی اللہ عنہ نے اسے لے لیا اور کپڑے میں باندھ کر رکھ دیا۔ ہم سنتے ہیں کہ وہ کربلا میں قتل کر دیئے جائیں گے۔

[معرفۃ الصحابہ لابی نعیم، جلد ۲، صفحہ نمبر ۶۶۶، رقم: ۱۷۸۲، دلائل النبوۃ، جلد ۶، صفحہ نمبر ۳۶۹، رقم: ۲۸۰۸، دلائل النبوۃ الاصفہانی، صفحہ نمبر ۵۵۳، رقم: ۴۹۲، اخبار من قتل الحسینؓ، المسند لابی یعلیٰ، جلد ۶، صفحہ نمبر ۱۲۹، رقم: ۳۴۰۲، مسند احمد ط الرسالہ، جلد ۲۱، صفحہ نمبر ۱۷۲، رقم: ۱۳۵۳۹، مسند الامام احمد عن علیؓ، جلد ۲، صفحہ نمبر ۷۷-۷۸، رقم: ۶۴۸]

روایت کی سند: اس روایت کی سند حسن ہے۔ علامہ ابو الحسن نور الدین الہیثمی (المتوفیٰ: ۸۰۷ھ) نے کہا:

رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَأَبُو يَعْلَى، وَالْبَزَّارُ، وَالطَّبَرَانِيُّ بِأَسَانِيدَ، وَفِيهَا عِمَارَةُ بْنُ زَاذَانَ وَثَّقَهُ جَمَاعَةٌ، وَفِيهِ ضَعْفٌ، وَبَقِيَّةُ رِجَالِ أَبِي يَعْلَى رِجَالُ الصَّحِيحِ.

ترجمہ: اسے احمد، اور ابو یعلیٰ، اور بزار، اور طبرانی نے اپنی اسانید سے روایت کیا ہے، اور ان میں عمارۃ بن ذادان ہے، اس کی ایک جماعت نے توثیق کی ہے اور ان میں (تھوڑا بہت) ضعف ہے، اور باقی راوی ابو یعلیٰ کی روایت میں صحیح (بخاری و مسلم) کے راوی ہیں۔

[مجمع الزوائد و منبع الفوائد، جلد ۹، صفحہ نمبر ۱۹۷، رقم: ۱۵۱۱۱]

گویا اس روایت کے تمام رواۃ ثقہ ہیں۔ سارا مسئلہ صرف اس کے راوی "عمارۃ بن زادان" کا ہے۔ چنانچہ ہم اس کی توثیق پیش کر دیتے ہیں:

۱۔ عمارۃ بن زادان سے امام ابو نعیم الاصفہانی نے المسند المستخرج علی صحیح مسلم میں روایات بیان کیں۔ (المسند المستخرج علی صحیح مسلم لأبي نعيم الأصفهاني، جلد ۱، صفحہ نمبر ۴۲)

۲۔ عمارۃ بن زادان سے امام ابن خذیمہ نے صحیح ابن خذیمہ میں روایات لیں۔ (صحیح ابن خذیمہ، جلد ۲، صفحہ نمبر ۱۴۳، رقم: ۱۰۷۹)

۳۔ علامہ ابو الحسن نور الدین الھیثمی فرماتے ہیں:

عُمَارَةِ بْنِ زَاذَانَ، وَهُوَ ثِقَةٌ

ترجمہ: عمارۃ بن ذادان، اور وہ ثقہ تھے۔

[مجمع الزوائد و منبع الفوائد، جلد۹، صفحہ نمبر ۳۰۵]

۴۔ امام حاکمؒ نے مستدرک میں عمارۃ بن زادان سے روایات لیں۔

۵۔ امام ابو احمد ابن عدی الجرجانی فرماتے ہیں:

هو عِنْدِي لا بَأْسَ بِهِ

[الکامل في ضعفاء الرجال، جلد۶، صفحہ نمبر ۱۵۲، رقم:۱۲۵۷]

یہ حضرت سیدنا امیر معاویہؓ کی حکومت کے زمانہ کی بات ہے کہ یزید بن معاویہ کی بیعت کا سلسلہ شروع ہوا۔ اسی وقت سے صحابہ کرام کی ایک عظیم جماعت کو اس استخلاف سے اختلاف تھا۔ جب مروان بن الحکم نے یزید کی بیعت لینا شروع کی تو حضرت سیدنا عبد الرحمٰن بن ابو بکرؓ نے بنو امیہؓ سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا:

يا مَعشَر بَنِي أمَيّة اَختَاروا مِنا ثلاث سنَن : سنَة رَسولَ الله - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - ، **أو سنَّة أَبو بَكر** - رَضِيَ اللَّهُ عَنه - **أَو سنَة عمَر** - رَضِيَ اللَّهُ عَنه - **إن هَذا الاَمرَ قَد كَان وفِي أَهلِ بَيتِه رسول الله** - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - **مَن لَو وِلاه لَكَان لِذَالِك أَهلَا، ثمَّ كَانَ أَبو بَكر** - رَضِيَ اللَّهُ عَنه - **بَعدَه فَكَانَ فِي أَهلِ بَيتِه مَن لَو وِلاه لَكَان لِذَالِك أَهلَا ، فَوَلِي عمَر** - رَضِيَ اللَّهُ عَنه - **كَانَ فِي أَهلِ بَيتِه لَو وِلاه لَكَان لِذَالِك أَهلَا، فَجَعَلهَا فِي نَفرٍ مِنَ المسلِمِينَ وَلَكِن اَردَتم أَن تَجعَولهَا قَيصَرِيَة كلمَا هَلَك قَيصَر كَانَ قَيصَر**

ترجمہ: اے بنو امیہ! تم ہماری طرف سے پیش کردہ تین طریقوں میں سے کوئی ایک منتخب کر لو۔ اللہ کے نبی ﷺ کی طریقہ کو اپناؤ، ابو بکرؓ کے طریقہ کو اپناؤ یا عمرؓ کے طریقہ کو اپناؤ۔ یہ معاملہ اللہ کے نبی ﷺ کے سامنے بھی تھا اور آپ کے خاندان میں ایسے لوگ بھی تھے، جن کو اگر اللہ کے رسول ﷺ ولی عہد بنا دیتے تو وہ اس کے اہل تھے۔ اس کے بعد ابو بکرؓ کا دور آیا اور ان کے خاندان میں بھی ایسے افراد تھے جن کو اگر وہ ولی عہد بنا دیتے تو وہ اس کے اہل تھے۔ اس کے بعد عمرؓ کا دور آیا اور ان کے خاندان میں بھی ایسے

لوگ تھے جنہیں اگر وہ ولی عہد بنا دیتے تو وہ اس کے اہل تھے۔ انہوں نے یہ معاملہ مسلمانوں کی جماعت پر چھوڑ دیا اور تم لوگ چاہتے ہو تم لوگ چاہتے ہو کہ اس امر کو قیصریت میں تبدیل کر دو کہ ایک قیصر مر جائے تو دوسرا قیصر (اس کا بیٹا یا ولی عہد) اس کی جگہ لے۔

[تاریخ ابن خیثمہ، السفر الثالث، جلد ۲، صفحہ نمبر ۷۱، رقم: ۱۷۸۷، البدایہ والنہایہ، جلد ۸، صفحہ نمبر ۶۹]

روایت کی سند: یہ روایت صحیح ہے حتیٰ کہ یزیدی کفایت اللہ سنابلی صاحب نے بھی اسے صحیح کہا ہے۔ (یزید بن معاویہ پر اعتراضات کا تحقیقی جائزہ، صفحہ نمبر ۳۰۵، حاشیہ نمبر ۱)

خیر، یہ تو اس زمانہ کی بات ہے جب یزید بن معاویہ حکمران بھی نہیں بنا تھا۔ جب سیدنا معاویہؓ کی وفات ہو گئی تو یزید بن معاویہ کی بیعت کا سلسلہ شروع ہوا۔ یہ کام اس نے جلد بازی میں کیا اور امّت کو مشاورت کا موقع نہیں دیا گیا۔ اس کا یہی اقدام امّت کو اس سے بد ظن کرنے کے لیے کافی تھا۔ اس موقع پر بعض حضرات نے فتنہ و فساد کے خوف سے بیعت کر لی۔ چنانچہ، امام ابو بکر بن ابی شیبہ رحمہ اللہ (المتوفیٰ: ۲۳۵ھ) روایت کرتے ہیں:

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ: بَلَغَ ابْنَ عُمَرَ أَنَّ يَزِيدَ بْنَ مُعَاوِيَةَ بُويِعَ لَهُ فَقَالَ إِنْ كَانَ خَيْرًا رَضِينَا , وَإِنْ كَانَ شَرًّا صَبَرْنَا

ترجمہ: محمد بن منکدرؒ کہتے ہیں کہ جب ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معلوم ہوا یزید بن معاویہ کی بیعت کر لی گئی ہے تو انہوں نے کہا: اگر یہ "بھلا" ہوا تو ہم اس سے راضی ہو جائیں گے اور اگر یہ "بلا" ہوا تو ہم صبر کریں گے۔

[المصنف لابن ابی شیبہ، جلد ۶، صفحہ نمبر ۱۹۰، رقم: ۳۰۵۷۵، السنن الواردۃ فی الفتن، باب النہی عن الخروج، رقم الحدیث: ۱۴۸، الصبر والثواب علیہ لابن ابی الدنیا، صفحہ نمبر ۱۱۴]

روایت کی سند: اس روایت کو بھی شیخ کفایت اللہ سنابلی صحیح مانتے ہیں۔ (یزید بن معاویہ پر اعتراضات کا تحقیقی جائزہ، صفحہ نمبر ۲۹۰، حاشیہ نمبر ۱)

شہر بن حوشب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَمَّا جَاءَتْنَا بَيْعَةُ يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ، قَالَ: قُلْتُ لَوْ خَرَجْتُ إِلَى الشَّامِ فَتَنَحَّيْتُ مِنْ شَرِّ هَذِهِ الْبَيْعَةِ

ترجمہ: جب ہمیں یزید بن معاویہ کی بیعت کے متعلق خبر ہوئی، تو ہم نے قصد کیا کہ ہم شام کی طرف روانہ ہو جائیں تا کہ ہم اس (شخص) کی بیعت کے شر سے بچ جائیں گے۔

[شرح السنۃ للبغوي، جلد ۱۴، صفحہ نمبر ۲۰۸-۲۰۹، المصنف لعبد الرزاق، جلد ۱۱، صفحہ نمبر ۳۷۶، رقم: ۲۰۷۹۰]

روایت کی سند: یہ روایت بھی صحیح ہے۔ اس روایت کو امام عبد الرزاق سے روایت کیا جو صحیحین کے مشہور ثقہ ثبت امام ہیں۔ انہوں نے امام معمر بن راشد سے روایت کیا جو ان کے مشہور استاد اور ثقہ ثبت امام ہیں۔ انہوں نے قتادہؒ سے روایت کیا ہے جو ثقہ تابعی ہیں اور شہر بن حوشب سے انہوں نے متعدد روایات لیں ہیں۔ انہوں نے شہر بن حوشب سے روایت کیا اور یہ بھی ثقہ ہیں۔ قتادہ مدلس ہیں مگر حافظ ابن عبد البرؒ فرماتے ہیں کہ جب تک قتادہ کی روایات ثقات کے خلاف نہیں ہوں گی ان کا عنعنہ مقبول ہو گا۔

[سیر اعلام النبلاء، جلد ۹، صفحہ نمبر ۵۶۵، سیر اعلام النبلاء، جلد ۷، صفحہ نمبر ۸، سیر اعلام النبلاء، جلد ۵، صفحہ نمبر ۲۷۱، سیر اعلام النبلاء، جلد ۴، صفحہ نمبر ۳۶۸، التمہید لابن عبد البر، جلد ۳، صفحہ نمبر ۳۰۷]

یہ وہ موقع تھا جب صحابہ کرام اور تابعین کی ایک تعداد یزید کے خلاف ہو گئی تھی۔ ایسے موقع پر اہل کوفہ نے امام حسینؓ کو خط لکھے اور اپنی جانب کوفہ کی طرف بلایا۔ چنانچہ، آپ نے کوفہ کا ارادہ کر لیا۔ حضرت ابن عمرؓ نے آپ کو روکا تو آپ نے فرمایا:

هَذِهِ كُتُبُهُمْ وَبَيْعَتُهُمْ

ترجمہ: میرے پاس یہ ان کے خطوط اور بیعت نامہ موجود ہیں۔

اس پر ابن عمرؓ نے انہیں گلے سے لگا لیا اور کہا:

أَسْتَوْدِعُكَ اللَّهَ مِنْ قَتِيلٍ

ترجمہ: میں آپ کو مقتول ہونے سے اللہ کی امان دیتا ہوں۔

[دلائل النبوۃ، رقم: ۲۰۱۰، الشریعہ للآجری، جلد ۳، صفحہ نمبر ۱۳۲۱، رقم: ۱۷۲۶، الاحسان لابن حبّان، رقم: ۶۹۶۸، مجمع الزوائد، جلد ۹، صفحہ نمبر ۱۹۲، تاریخ لابن عساکر، جلد ۱۴، صفحہ نمبر ۲۰۱-۲۰۲، المعجم الاوسط، رقم: ۵۹۷، السنن الکبریٰ، رقم: ۱۳۰۹۸]

روایت کی سند: علامہ ابو الحسن الہیثمی (المتوفیٰ: ۸۰۷ھ) فرماتے ہیں:

رَوَاهُ الْبَزَّارُ، وَالطَّبَرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ، وَرِجَالُ الْبَزَّارِ ثِقَاتٌ

ترجمہ: اسے بزار نے روایت کیا، اور طبرانی نے اوسط میں اور بزار کے راوی ثقہ ہیں۔

[مجمع الزوائد و منبع الفوائد ط القدسی، جلد ۹، صفحہ نمبر ۱۹۲]

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں:

اسْتَأْذَنَنِي حُسَيْنٌ فِي الْخُرُوجِ، فَقُلْتُ: لَوْلَا أَنْ يُزْرِيَ ذَلِكَ بِي أَوْ بِكَ لَشَبَكْتُ بِيَدِي فِي رَأْسِكَ.

ترجمہ: امام حسینؓ نے ان سے کوفہ جانے کی اجازت چاہی تو میں نے کہا: اگر یہ میرے اور آپ کے لیے رسوائی کا باعث نا ہوتا تو میں آپ کو آپ کو مضبوطی سے پکڑ کر روک لیتا۔

یہ آپ نے فکر کے غلبہ میں کہا تھا۔ اس کے جواب میں امام حسینؓ نے کہا:

لَأَنْ أُقْتَلَ بِمَكَانِ كَذَا وَكَذَا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ يُسْتَحَلَّ بِي حَرَمُ اللهِ وَرَسُولِهِ

ترجمہ: مجھے دور دراز کسی مقام پر جا کر شہید ہو جانا پسند ہے اس سے کہ میری وجہ سے رسول اللہ ﷺ کے حرم کو حلال سمجھا جائے۔

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا:

فَذَلِكَ الَّذِي سَلَى بِنَفْسِي عَنْهُ

ترجمہ: یہ کہہ کر حسینؓ نے مجھے مطمئن کر دیا۔

[المعجم الکبیر الطبرانی، جلد ۳، صفحہ نمبر ۱۱۹ و تاریخ لابن عساکر، جلد ۱۴، صفحہ نمبر ۱۹۹-۲۰۰، مجمع الزوائد، جلد ۹، صفحہ نمبر ۱۹۲، انساب الاشراف البلاذری ط بیروت، جلد ۳]

روایت کی سند: اس روایت کو کفایت اللہ سنابلی نے بھی صحیح کہا۔ (یزید بن معاویہ پر اعتراضات کا تحقیقی جائزہ، صفحہ نمبر ۳۴۶، تحت الحاشیہ) علامہ ہیثمی فرماتے ہیں:

رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ، وَرِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيحِ

ترجمہ: اسے طبرانی نے روایت کیا، اس کے راوی سارے صحیح (بخاری و مسلم) کے راوی ہیں۔

[مجمع الزوائد و منبع الفوائد، جلد۹، صفحہ نمبر ۱۹۲]

پھر آپ نے مسلم بن عقیلؓ کو کوفہ کی جانب روانہ کیا۔ حصین بن عبد الرحمنؒ فرماتے ہیں:

أَنَّ الْحُسَيْنَ بْنَ علي - عليه السلام - كَتَبَ إِلَيْهِ أَهْلُ الْكُوفَةِ: إِنَّهُ مَعَكَ مِائَةُ أَلْفٍ فَبَعَثَ إِلَيْهِمْ مُسْلِمَ بْنَ عَقِيلٍ، فَقَدِمَ الْكُوفَةَ، فَنَزَلَ دَارَ هَانِئِ بْنِ عُرْوَةَ، فَاجْتَمَعَ إِلَيْهِ النَّاسُ، فَأُخْبِرَ ابْنُ زِيَادٍ بِذَلِكَ زَادَ الْحُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ فِي حَدِيثِهِ: فَأَرْسَلَ إِلَى هَانِئٍ فَأَتَاهُ، فَقَالَ: أَلَمْ أُوَقِّرْكَ! أَلَمْ أُكْرِمْكَ! أَلَمْ أَفْعَلْ بِكَ! قَالَ: بَلَى، قَالَ: فَما جَزَاءُ ذَلِكَ؟

قَالَ: جَزَاؤُهُ أَنْ أَمْنَعَكَ، قَالَ: تَمْنَعُنِي! قَالَ: فَأَخَذَ قَضِيبًا مَكَانَهُ فَضَرَبَهُ بِهِ، وَأَمَرَ فَكُتِفَ ثُمَّ ضَرَبَ عُنُقَهُ، فَبَلَغَ ذَلِكَ مُسْلِمَ بْنَ عَقِيلٍ، فَخَرَجَ وَمَعَهُ نَاسٌ كَثِيرٌ، فَبَلَغَ ابْنَ زِيَادٍ ذَلِكَ، فَأَمَرَ بِبَابِ الْقَصْرِ فَأُغْلِقَ، وَأَمَرَ مُنَادِيًا فَنَادَى: يَا خَيْلَ اللَّهِ ارْكَبِي، فَلا أَحَدٌ يُجِيبُهُ، فَظَنَّ أَنَّهُ فِي مَلإٍ مِنَ النَّاسِ.

ترجمہ: حسین بن علی علیہ السلام کو اہل کوفہ نے لکھا کہ ایک لاکھ افراد آپ کے ساتھ ہیں۔ آپ نے مسلم بن عقیلؓ کو روانہ کیا۔ مسلمؓ کوفہ آئے اور ہانی بن عروہ کے گھر میں اترے، مسلم کے پاس لوگ جمع ہونے لگے۔ ابن زیاد کو اس کی خبر ہو گئی تو اس نے ہانی کو بلا بھیجا اور ان سے کہا کہ کیا ہم نے تمہیں انعام نہیں دیا! تمہارا اکرام نہیں کیا! تمہارے ساتھ یہ نہیں کیا وہ نہیں کیا! ہانی نے کہا "ہاں، ایسا کیا۔ اس نے پوچھا کہ پھر اس کا عوض کیا ہے؟

ہانی نے جواب دیا کہ میں تمہیں بچالوں گا۔ اس نے کہا کہ تم مجھے بچالو گے! اور عصا اٹھا کر وہیں ہانی کو مارنا شروع کر دیا اور پھر حکم دیا کہ ان کی مشکیں ضبط کر لیں جائیں اور پھر ان کی گردن ماری گئی۔ یہ خبر مسلم بن عقیلؓ کو پہنچی تو وہ ایک انبوہ کثیر لے کر نکلے۔ ابن زیاد نے جو یہ سنا تو قصر کوفہ کا پھاٹک بند کیا اور ایک منادی کو حکم دیا اور اس نے ندا کی کہ اے لشکرِ خدا! جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ۔ کسی نے جواب نہیں دیا۔ ابن زیاد کو یہ گمان ہوا کہ وہ گھر گیا ہے۔

[تاریخ الطبری، جلد۵، صفحہ نمبر ۳۹۱، الجمل بن انساب الاشراف ط الفکر، جلد۳، صفحہ نمبر ۴۲۲-۴۲۳]

روایت کی سند: اس روایت کے رواۃ محمد بن عماد الرازی، سعید بن سلیمان الواسطی، عباد بن العوام اور حصین بن عبد الرحمن السلمی سب ثقہ ہیں۔

[تاریخ الثقات للعجلي، صفحہ نمبر ۲۴۸، الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم، جلد ۶، صفحہ نمبر ۸۳، مسند البزار، جلد ۲، صفحہ نمبر ۱۷۵، تقریب التھذیب، رقم: ۳۱۳۸، الکواکب النیرات، صفحہ نمبر ۱۳۲، المعرفۃ والتاریخ، جلد ۳، صفحہ نمبر ۹۳، تاریخ ابن معین، جلد ۴، صفحہ نمبر ۲۰۸ وغیرہ]

ہلال بن یسافؒ، جو اس سانحہ کے وقت کوفہ میں تھے، وہ فرماتے ہیں:

لقيتهم تِلْكَ الليلة فِي الطريق عِنْدَ مسجد الأنصار، فلم يكونوا يمرون في طريق يمينا ولا شمالا الا وذهبت مِنْهُمْ طائفة، الثلاثون والأربعون، ونحو ذَلِكَ قَالَ: فلما بلغ السوق، وَهِيَ ليلة مظلمة، ودخلوا المسجد، قيل لابن زياد: وَاللَّهِ مَا نرى كثير أحد، وَلا نسمع أصوات كثير أحد، فأمر بسقف المسجد فقلع، ثُمَّ أمر بحرادي فِيهَا النيران، فجعلوا ينظرون، فإذا قريب خمسين رجلا.

قَالَ: فنزل فصعد الْمِنْبَر وَقَالَ لِلنَّاسِ: تميزوا أرباعا أرباعا، فانطلق كل قوم إِلَى رأس ربعهم، فنهض إِلَيْهِم قوم يقاتلونهم، فجرح مسلم جراحة ثقيلة، وقتل ناس من أَصْحَابه، وانهزموا، فخرج مسلم فدخل دارا من دور كندة، فَجَاءَ رجل إِلَى مُحَمَّد بن الأشعث وَهُوَ جالس إِلَى ابن زياد، فساره، فَقَالَ لَهُ: إن مسلما فِي دار فلان، فَقَالَ ابن زياد: مَا قَالَ لك؟ قَالَ:

إن مسلما فِي دار فلان، قَالَ ابن زياد لرجلين: انطلقا فأتياني بِهِ، فدخلا عَلَيْهِ وَهُوَ عِنْدَ امرأة قَدْ أوقدت لَهُ النار، فهو يغسل عنه الدماء، فقالا:

لَهُ: انطلق، الأمير يدعوك، فَقَالَ: اعقدا لي عقدا، فقالا: مَا نملك ذاك، فانطلق مَعَهُمَا حَتَّى أتاه فأمر بِهِ فكتف ثُمَّ قَالَ: هيه هيه يا بن خليه- قال الحسين في حديثه: يا بن كذا- جئت لتنزع سلطاني! ثُمَّ أمر بِهِ فضربت عنقه

ترجمہ: اسی شب کو مسجد انصار کے پاس میں نے مسلمؒ اور ان کے انصار کو دیکھا کہ جہاں داہنے بائیں کوئی راہ پاتے تھے۔ تیس تیس چالیس چالیس آدمی ان کا ساتھ چھوڑ کر الگ ہوتے جاتے تھے۔ جب اندھیری رات میں مسلم رحمۃ اللہ علیہ بازار تک پہنچے اور کچھ لوگ مسجد کے اندر بھی چلے گئے۔ تو ابن زیاد نے کسی سے کہا کہ واللہ ہمیں نا تو کوئی مجمع معلوم ہوتا ہے نا ہی کسی مجمع کی آواز سنائی دیتی ہے۔ اس نے حکم پر مسجد کی چھت اکھاڑ ڈالی گئی اور اس کی جالیوں پر آگ لگادی گئی۔ (نعوذ باللہ من ذالک) تاریکی اور اندھیرا جب ختم ہوا تو دیکھا کہ مسجد میں کچھ پچاس آدمی ہیں۔ یہ دیکھا کر ابن زیاد اتر آیا اور منبر پر گیا۔ لوگوں کو حکم دیا کہ ہر ہر قبیلہ کے لوگ الگ ہو جائیں۔ یہ سنتے ہی سب لوگ اپنے رئیس کے سامنے جمع ہو گئے۔ اور حضرت مسلمؒ کے انصار سے لڑنے لگے۔ مسلمؒ بری طرح زخمی ہو گئے۔ اور ان کے انصار میں سے بعض لوگ بھاگ گئے تو بعض لوگ قتل کر دیئے گئے۔ مسلم وہاں سے نکلے اور بنی کندہ کے

محلّہ میں کسی جگہ پر چلے گئے۔ محمد بن اشعث' ابن زیاد کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص نے چپکے چپکے آکر اسے خبر دی کہ مسلم فلاں شخص کے گھر میں ہیں۔ ابن زیاد نے پوچھا کہ اس نے کیا کہا ہے تو محمد بن اشعث نے جواب دیا کہ:

اس نے کہا کہ مسلم فلاں شخص کے گھر میں ہیں۔ ابن زیاد نے دو شخصوں کو مسلم کے آنے کے لیے روانہ کیا۔ یہ دونوں مسلم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گئے۔ دیکھا کہ وہ ایک ضعیفہ کے یہاں ہیں۔ اس نے ان کے لیے آگ سلگائی ہے کہ اپنے بدن سے خون دھوئیں۔ دونوں کہنے لگے کہ چلو! امیر نے تمہیں بلایا ہے۔ مسلم نے کہا کہ مجھ سے کچھ عہد و پیمان تو کر لو۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں اس کا اختیار نہیں ہے۔ مسلم ان دونوں اشخاص کے ساتھ ابن زیاد کے پاس چلے گئے۔ اس نے حکم دیا اور پھر مسکین کس لی گئیں۔ پھر کہنے لگا۔ ہاں اے پسر مطلقہ تو اس لیے آیا تھا کہ میری سلطنت مجھ سے چھین لے؟ اس کے بعد اس نے حکم دے دیا۔ اور پھر مسلمؓ کی گردن ماری گئی۔ (استغفر اللہ)

[تاریخ الطبری، جلد ۵، صفحہ نمبر ۳۹۱-۳۹۲، الجمل بن انساب الاشراف ط الفکر، جلد ۳، صفحہ نمبر ۴۲۲-۴۲۳]

روایت کی سند: اس روایت کی سند حصین بن عبد الرحمٰن تک وہی ہے جو اس سے قبل والی روایت کی تھی۔ بس یہ ہے کہ حصین بن عبد الرحمن نے اس واقعہ کو ثقہ ثبت امام ہلال بن یساف سے روایت کیا ہے۔

[الکاشف، جلد ۳، صفحہ نمبر ۳۴۳، الثقات لابن حبّان، جلد ۵، صفحہ نمبر ۵۰۳، تھذیب الکمال، جلد ۳۰، صفحہ نمبر ۳۵۳]

دوسری جانب حضرت امام حسینؓ کوفہ کی طرف پر امید ہو کر روانہ ہو چکے تھے۔ اس دوران راستہ میں شاعر فرزدق ان کو ملے۔ تو امام حسینؓ نے ان سے پوچھا:

مَا تَرَى أَهْلُ الْكُوفَةِ صَانِعِينَ؟ فَإِن مَعِي حملا مِنْ كُتُبِهِمْ!!!

ترجمہ: "تم نے اہل کوفہ کو کیسا پایا ہے؟ میرے پاس ان کے خطوط موجود ہیں!!!"

اس پر فرزدق نے جواب دیا:

يَخْذِلُونَكَ فَلا تَذْهَبْ!!! فَإِنَّكَ تَأْتِي قَوْمًا قُلُوبُهُمْ مَعَكَ وَأَيْدِيهِمْ عَلَيْكَ، فَلَمْ يُطِعْنِي.

ترجمہ: وہ آپ کو جانے نہیں دیں گے! آپ ان کے دلوں کو تو اپنی طرف لے آئیں گے مگر وہ اپنے ہاتھ آپ پر رکھیں گے، وہ آپ کی اطاعت ہر گز نہیں کریں گے۔

[انساب الاشراف للبلاذری، جلد ۳، صفحہ نمبر ۱۶۵، رقم: ۲۹]

روایت کی سند: اس کی سند میں احمد بن ابراہیم الدورقی ثقہ ثبت صاحبِ تصانیف امام ہیں۔ وہب بن جریر اور ان کے والد جریر بن حازم صحیحین کے متفقہ ثقہ ثبت راوی ہیں۔ زبیر بن خریث بھی ثقہ ثبت صحیحین کے راوی ہیں اور فرزدق اپنے زمانہ کے سردار، شاعر، جواد، فاضل اور حافظ تھے۔

[سیر اعلام النبلاء، جلد ۱۲، صفحہ نمبر ۱۳۰، رقم: ۴۶، تھذیب الکمال فی اسماء الرجال، جلد ۱، صفحہ نمبر ۲۴۹، رقم: ۳، المعجم الشعراء ط دار صادر، صفحہ نمبر ۵۳۷، رقم: ۱۰۳۲، الوافی بالوافیات، جلد ۲۷، صفحہ نمبر ۲۲۴، رقم: ۳۷۲]

ہلال بن یسافؒ نے فرمایا:

أن ابن زياد أمر بأخذ مَا بين واقصة إِلَى طريق الشام إِلَى طريق الْبَصْرَة

ترجمہ: پھر ابن زیاد نے حکم دیا کہ شام اور بصرہ کے راستہ میں ناکہ بندی کی جائے ناکسی کو اس راہ میں آنے دیں ناہی جانے دیں۔

[تاریخ الطبری، جلد ۵، صفحہ نمبر ۳۹۱-۳۹۲، الجمل بن انساب الاشراف ط الفکر، جلد ۳، صفحہ نمبر ۴۲۲-۴۲۳]

سعد بن عبیدہ کہتے ہیں:

إن أشياخا من أهل الْكُوفَة لوقوف عَلَى التل يبكون ويقولون: اللَّهُمَّ أنزل نصرك، قَالَ: قلت: يَا أعداء اللَّه، أَلا تنزلون فتنصرونه! قَالَ: فأقبل الْحُسَيْن يكلم من بعث إِلَيْهِ ابن زياد، قَالَ: وإني لأنظر إِلَيْهِ وعليه جبة من برود، فلما كلمهم انصرف، فرماه رجل من بني تميم يقال لَهُ: عمر الطهوي بسهم، فإني لأنظر إِلَى السهم بين كتفيه متعلقا فِي جبته، فلما أبوا عَلَيْهِ رجع إِلَى مصافه، وإني لأنظر إِلَيْهِم،وانهم لقريب من مائه رجل، فيهم لصلب علي بن ابي طالب – عليه السلام – خمسة، ومن بني هاشم ستة عشر، ورجل من بني سليم حليف لَهُمْ، ورجل من بني كنانة حليف لَهُمْ، وابن عُمَر بن زياد

ترجمہ: شیوخِ کوفہ میں سے کچھ لوگ ٹیلہ پر کھڑے ہو کر رو رہے تھے اور کہہ رہے تھے یا اللہ مدد کر۔ یہ سن کر ایک شخص نے کہا: دشمنان خدا! کیوں نہیں اتر جاتے اور کیوں ان کی مدد تم لوگ خود نہیں کرتے؟ اسی اثناء میں اس شخص نے دیکھا کہ حسینؓ برد کا حبّہ پہنے ابن زیاد کی فوج سے کلام کر رہے ہیں۔ باتیں کر کے آپ مڑے تو بنو تیم کا ایک شخص جس کا نام عمر طہوی تھا آپ کو تیر مارا۔ اس کا تیر آپ کی دونوں شانوں کے درمیان جبّہ پر اٹکا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ جب ان لوگوں نے کسی طرح آپ کی التجاء قبول نہ کی تو آپ اپنی صف میں واپس چلے آئے۔ اس وقت سو آدمیوں کے قریب آپ کے پاس تھے۔ پانچ فرزند علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے موجود تھے، سولہ بنو ہاشم کے موجود تھے اور ایک شخص بنی سلیم میں سے ان کا حلیف تھا اور ایک شخص بنی کنانہ میں سے آپ کا حلیف تھا اور ایک شخص ان میں سے ابن عمر بن زیاد بھی تھا۔

[ایضا]

روایت کی سند: اس روایت کی سند حصین بن عبد الرحمٰن تک وہی ہے جو اس سے قبل والی روایت کی تھی۔ ہاں، مگر یہ ہے کہ اسے حصین بن عبد الرحمن نے اپنے ثقہ ثبت صحیحین بخاری و مسلم کے راوی سعد بن عبیدہ سے روایت کیا ہے۔

سعد بن عبیدہ مزید فرماتے ہیں:

إنا لمستنقعون فِي الماء مع عُمَر بن سَعْد، إذ أتاه رجل فساره وَقَالَ لَهُ: قَدْ بعث إليك ابن زياد جويرية بن بدر التميمي، وأمره إن لم تقاتل القوم أن يضرب عنقك، قَالَ: فوثب إِلَى فرسه فركبه، ثُمَّ دعا سلاحه فلبسه، وإنه عَلَى فرسه، فنهض بِالنَّاسِ إِلَيْهِم فقاتلوهم، فجيء برأس الْحُسَيْن إِلَى ابن زياد، فوضع بين يديه، فجعل ينكت بقضيبه، ويقول: إن أبا عَبْد اللَّهِ قَدْ كَانَ شمط

ترجمہ: میں پانی میں اتر کر عمر بن سعد کے ساتھ نہا رہا تھا کہ ایک شخص اس کے پاس آیا۔ اس نے چپکے چپکے ابن سعد سے باتیں کیں اور کہا کہ ابن زیاد نے تمہارے پاس جویریہ بن بدر تمیمی کو حکم دے کر بھیجا ہے کہ **اگر تم حسینؓ اور انصارِ حسینؓ سے قتال نہ کرو تو تمہاری گردن مارے۔** یہ سن کر ابن سعد نے فوری طور پر گھوڑا منگایا اور سوار ہوا اور پھر گھوڑے پر ہی ہتھیار منگا کر سجایا اور پھر فوج کو لے کر **حسین بن علیؓ سے لڑنے گیا اور اس نے ان لوگوں سے قتال کیا۔** (پھر جب حسین قتل ہو گئے) اور ان کا سر مبارک ابن زیاد کے سامنے پیش کیا گیا تو بتا بتا کر کہنے لگا کہ **ابو عبد اللہ حسین رضی اللہ عنہ کے بال کچھڑی ہو چکے ہیں۔** (نعوذ باللہ)

[ایضا]

انس بن مالکؓ فرماتے ہیں:

أُتِيَ عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ زِيَادٍ، بِرَأْسِ الْحُسَيْنِ- عليه السلام - فَجُعِلَ فِي طَسْتٍ فَجَعَلَ يَنْكُتُ

ترجمہ: جب حسین علیہ السلام کا سرِ مبارک ابن زیاد کے پاس لایا گیا تو اسے طشت میں رکھ دیا گیا تو وہ لکڑی مارنے لگا۔

[صحیح بخاری، کتاب الفضائل الصحابہ، رقم:۳۷۴۸]

اور فرمایا:

فَجَعَلَ يَقُولُ بِقَضِيبٍ لَهُ فِي أَنْفِهِ

ترجمہ: پس وہ ان کی ناک پر اپنی چھڑی مارنے لگا۔

[السنن الترمذی، کتاب المناقب، رقم:۳۷۷۸]

روایت کی سند: اس کی سند کو امام ترمذی نے حسن صحیح کہا۔

انس بن مالکؓ کہتے ہیں:

فَقُلْتُ فِي نَفْسِي: لَا شُئُونُكَ، لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُ مَوْضِعَ قَضِيبِكَ مِنْ فِيهِ

ترجمہ: میں نے (اس کے ڈر سے) دل ہی میں کہا: میں تیرے ساتھ برا پیش آؤں گا کہ میں نے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ اس جگہ پر بوسہ دے رہے ہیں جہاں تو نے چھڑی رکھی ہے۔

[فضائل الصحابہ لاحمد بن حنبل، جلد ۲، صفحہ نمبر ۷۸۴، رقم: ۱۳۹۷، الآحاد والمثاني لابن أبي عاصم، صفحہ نمبر ۳۰۷، رقم: ۴۲۳]

روایت کی سند: اس کے تمام راوی ابراہیم بن الحجاج، سلیمان بن حرب، حماد بن سلمہ اور علی بن زید ثقہ ہیں۔

[التھذیب التھذیب ط الرسالہ، جلد ۱، صفحہ نمبر ۶۲، سیر اعلام النبلاء ط الرسالہ، جلد ۱۱، صفحہ نمبر ۳۹، رقم: ۲۰، سیر اعلام النبلاء ط الرسالہ، جلد ۷، صفحہ نمبر ۴۴۴، رقم: ۱۶۸، سیر اعلام النبلاء، جلد ۱۰، صفحہ نمبر ۳۳۰-۳۳۱، رقم: ۸۱، سیر اعلام النبلاء، جلد ۵، صفحہ نمبر ۲۰۶-۲۰۷، رقم: ۸۲]

محمد بن حنفیہؒ نے کہا:

لَقَدْ قُتِلَ مَعَهُ سَبْعَةَ عَشَرَ مِمَّنِ ارْتَكَضَ فِي رَحِمٍ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ

ترجمہ: آپ کے ساتھ ۱۷ افراد قتل کیے گئے جن کا رشتہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا۔

[المعجم الکبیر الطبرانی، جلد ۳، صفحہ نمبر ۱۰۳، رقم: ۲۸۰۵]

روایت کی سند: اس روایت کے متعلق علامہ ہیثمی فرماتے ہیں:

رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ بِإِسْنَادَيْنِ، وَرِجَالُ أَحَدِهِمَا رِجَالُ الصَّحِيحِ

ترجمہ: اسے طبرانی نے دو اسناد سے روایت کیا، اور ان میں سے ایک سند کے رواہ صحیح (بخاری و مسلم) کے راوی ہیں۔

[مجمع الزوائد و منبع الفوائد ط القدسی، جلد ۹، صفحہ نمبر ۱۹۸، رقم: ۱۵۱۷۰]

اموی بادشاہ عبد الملک بن مروان نے امام زہریؒ سے پوچھا:

أَيُّ وَاحِدٍ أَنْتَ إِنْ أَخْبَرْتَنِي أَيُّ عَلَامَةٍ كَانَتْ يَوْمَ قُتِلَ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ؟

ترجمہ: کیا تو مجھے بتا سکتا ہے کہ حسین بن علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دن کونسی خاص علامت تھی؟

امام زہریؒ نے جواب دیا:

لَمْ تُرْفَعْ حَصَاةٌ بِبَيْتِ الْمَقْدِسِ إِلَّا وُجِدَ تَحْتَهَا دَمٌ عَبِيط

ترجمہ: بیت المقدس کے پاس جو بھی پتھر اٹھایا جاتا اس میں سے تازہ خون نکلتا۔

[المعجم الکبیر للطبرانی، جلد ۳، صفحہ نمبر ۱۱۹، رقم: ۲۸۵۶]

روایت کی سند: علامہ ہیثمی فرماتے ہیں:

رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ، وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ

ترجمہ: اسے طبرانی نے روایت کیا، اس کے تمام رواۃ ثقہ ہیں۔

[مجمع الزوائد و منبع الفوائد ط القدسی، جلد ۹، صفحہ نمبر ۱۹۶، رقم: ۱۵۱۵۹]

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا:

رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا يَرَى النَّائِمُ ذَاتَ يَوْمٍ بِنِصْفِ النَّهَارِ أَشْعَثَ أَغْبَرَ ، بِيَدِهِ قَارُورَةٌ فِيهَا دَمٌ ، فَقُلْتُ : بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ ، مَا هَذِهِ ؟ قَالَ : " هَذَا دَمُ الْحُسَيْنِ وَأَصْحَابِهِ ، لَمْ أَزَلْ أَلْتَقِطُهُ مُنْذُ الْيَوْمِ ، فَأُحْصِيَ ذَلِكَ الْوَقْتُ فَوُجِدَ قَدْ قُتِلَ ذَلِكَ الْيَوْمَ

ترجمہ: میں نے ایک روز نبی کریم کو خواب میں دیکھا کہ ایک دن دوپہر کے وقت ان کے بال بکھرے ہوئے ہیں، غبار آلود چہرہ ہے اور ان کے ہاتھ میں ایک بوتل ہے جس میں خون ہے، میں نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان یا رسول اللہ! یہ کیا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ حسین اور ان کے ساتھیوں کا خون ہے، میں آج تک اسے جمع کر رہا ہوں۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ میں نے اس وقت کو شمار کیا اسی روز حسین بن علی قتل ہوئے۔